سوال

(44) صرف ہفتے کے دن کے نفلی روزے کا حکم؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

صرف ہفتے والے دن کے نفلی روزے کا کیا حکم؟ (نوید شوکت دربی برطانیہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کی بہن صماء المازنیہ وغیرہما سے مروی ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھو۔ سوائے اس دن کے جس میں تم پر روزہ فرض ہواور اگر تمھیں صرف انگور کی ٹہنی کا چھلکا یا کسی درخت کی لکڑی ہی (کھانے کےلیے)ملے تو اسے چبالو۔"

(سنن ابی داوٗد: 2421سنن ترمذی 744وقال "حسن" سنن ابن ماجہ 1726)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے اوراسے ابن خزیمہ (2164) ابن حبان رحمة اللہ علیہ (بسند آخر3606)حاکم (1/435) اور ذہبی رحمة اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا ہے لیکن امام ابوداود رحمة اللہ علیہ نے فرمایا:

"ھذاالحدیث منسوخ" یہ حدیث منسوخ ہے۔

کئی علماء نے اس دعویٰ نسخ کا انکار کیا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پہلے "یوم السبت اویوم الأحد" ہفتے اور اتوار کا روزہ رکھتے تھے۔اور آپ نے فرمایا: "یہ مشرکین (یہود ونصاریٰ) کی عید کے دن ہیں اورمیں ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔" (صحیح ابن خزیمہ 2167 صحیح ابن حبان 3607۔3516)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے اوراسے ابن خزیمہ رحمة اللہ علیہ، ابن حبان رحمة اللہ علیہ، حاکم رحمة اللہ علیہ (1/436ح1593) اور ذہبی رحمة اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث کے راوی عبداللہ بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درج ذیل محدثین نے ثقہ صدوق قرار دیا ہے۔

1۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ قال ثقہ (سوالات البرقانی :85 ملخصا)

2۔ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (صحیح حدیثہ)

3۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (ایضاً)

4۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ (ایضاً)

5۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (ایضاً)

وقال فی الکاشف (2/114 "ثقہ"

محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درج ذیل محدثین نے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔

1۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (ذکرہ الثقات)

2۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ قال فی الکاشف (3/73) "ثقہ"

3۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ قال ثقہ (سوالات البرقانی 85 ملخصاً)

4۔ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (بتصحیح حدیثہ)

5۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ (ایضاً)

6۔ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وقال صدوق (التقریب التہذیب :6170)

باقی سند بالکل صحیح ہے۔

اس حدیث کو شیخ البانی کا محمد بن عمر بن علی کہ وجہ سے ضعیف قرار دینا (الضعیفہ 1099) بہت ہی عجیب وغریب اور غلط ہے۔

اس حسن لذاتہ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص اتوار کے دن کا نفلی روزہ رکھنا چاہے تو اس کے لیے ہفتے کے دن کا روزہ رکھنا بھی جائز ہے اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ وابن شاہین وغیر ہم نے یہی مفہوم سمجھا ہے۔

چونکہ واؤ ترتیب کے لیے ضروری نہیں لہذا اگر کوئی شخص صرف ہفتہ یا صرف اتوار کا روزہ رکھنا چاہے تو بھی اس حدیث کی رو سے جائز ہے۔

حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو سابق حدیث کے معارض قرار دیا ہے لہذا معلوم یہی ہوتا ہے کہ وہ اسی دوسری بات کے قائل ہیں واللہ اعلم۔

محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی نے بھی لکھا ہے :

"وظاہرہ صوم کلٍّ علی الانفرادوالاجتماع"

"اوراس کاظاہر یہ ہے کہ ان دونوں دنوں کا انفرادی اور اجتماعی روزہ رکھنا جائز ہے۔ (سبل السلام ص476۔ ح683)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزہ (داوٗد علیہ السلام) کا روزہ ہے آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ اور ایک دن افطار کرتے تھے۔" (صحیح بخاری 1131 صحیح مسلم 1159 ملخصاً)

اس حدیث سے صرف ہفتے کے دن روزہ رکھنے کا جواز ثابت ہے اور بعض علمائے معاصرین نے بھی اس سے ایسا ہی استدلال کیا ہے۔

اس روایت میں آیا ہے کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتے کے دن کے بارے میں فرمایا: اس کے روزے میں کوئی حرج نہیں۔ (شرح معانی الآثار للطحاوی 2/81)

اس روایت کی سند دووجہ سے ضعیف ہے۔

1۔ طحاوی کے استاد محمد بن حمید بن ہشام کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت نہیں۔

2۔ عبداللہ بن صالح کاتب اللیث سے صرف وہی روایت صحیح یا حسن ہوتی ہے جو حدیث کے ماہر ثقہ اماموں (حذاق) نے بیان کی ہو اور یہ ان روایات میں سے نہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے بارے میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "یہ حمصی حدیث ہے۔ (المستدرک 1/436)

یہ سند محمد بن اسماعیل بن مہران النیسابوری کے اختلاط کی وجہ سے مشکوک ہے۔

تمام دلائل مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھا جائے۔ اور یہی بہتر ہے اگر کوئی شخص مخالفت یہود وغیرہ کی وجہ سے یہ روزہ رکھ لے تو جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ (5/اگست 2013ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد3۔ روزہ، صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کے مسائل-صفحہ151

محدث فتویٰ